دنیا میں ہمارے وجود کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم خالص اللہ رب العالمین کی عبادت و بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک وساجھی نہ ٹھہرائیں، اور ساتھ ہی ساتھ یہ فرض منصبی ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے کہ ساری انسانیت جو شرک وکفر کے گہوارے میں بھٹک رہی ہے اسے اللہ تعالی کی عبادت و بندگی میں جھکا دیا جائے، دنیا کی تنگی اور باطل ادیان وملل کے ظالمانہ نظام حیات اور لایعنی رسم ورواج سے نکال کر دین اسلام کی وسعت اور عادلانہ نظام زندگی کی چھاؤں میں بٹھا دیا جائے، حالات کتنے ہی بگڑ جائیں، ساری دنیا اسلام اور مسلمانوں کے درپہ ہو جائے، حکومتوں کی تنگی نظری اور گھر واپسی کے نام پر کیسا ہی گھناؤنا کھیل کھیلا جائے، ہمارے لئے اس کے سواء کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم اللہ کے دین کا پیغام برادران وطن تک حکمت وبصیرت کے ساتھ پہونچائیں، اور ان کی ایذا رسانیوں پر صبر وثبات قدمی کا مظاہرہ کریں، کیونکہ اسی میں ہماری کامیابی اور سربلندی کا راز پنہا ہے، اسلامی معاشرہ میں ایک غیر مسلم کو انسانی حقوق ومراعات حاصل ہیں، اسلامی تعلیمات کا بنظر انصاف مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ زمین کے کسی خطے پر کوئی ایسا دین اور کوئی ایسی شریعت نہیں ہے جس نے غیر مسلموں کو اس قدر حقوق اور مراعات دیئے ہیں، جتنا کی اسلام نے دیا ہے، حتی کہ ان کے حقوق کی جزئیات اور تفصیلات تک کو بیان کیا ہے، کتنے ایسے عام حقوق ہیں جس میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کو شامل کر کے بیان کیا گیا ہے، جو دنیا کے کسی بشری نظام اور کسی انسانی دین ومذہب میں تصور نہیں کیا جا سکتا ہے،

۱) انسانی کرامت کی حفاظت: مسلمان ہو یا کافر اللہ تعالی نے یہ عمومی اعزاز بخشا ہے کہ دوسری مخلوقات پر انسان کو عمومی حیثیت سے عظمت و بزرگی کا اعلی مقام عطا کیا گیا ہے، جس میں کسی جنس، خاندان، کالے گورے، مذہب اور دھرم کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے: ارشاد باری تعالی: ,,یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی،، (الاسراء: ۷۰) ,,صاحب احسن البیان،، لکھتے ہیں: یہ شرف اور فضل بحیثیت انسان کے، ہر انسان کو حاصل ہے چاہے مومن ہو یا کافر،، خشکی وتری میں سفر کرنے اور پاکیزہ روزی کھانے میں مسلم اور غیر مسلم سبھی شامل ہیں، اللہ تعالی نے اپنی تمام ظاہری وباطنی نعمتوں کو عام رکھا ہے، بلاتفریق مذہب ہر کوئی ان نعمتوں سے مستفید ہوتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ,,اللہ وہ ہے جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا

ہے اور روزی کے لئے پھل نکالے ہیں، اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں، اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کردی ہیں، اسی نے تمہارے لئے سورج چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں، اور رات دن کو بھی تمہارے کام میں لگا رکھا ہے، اسی نے تمہیں تمہاری منہ مانگی کل چیزوں میں سے دے رکھا ہے، اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے، یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے،، (ابراہیم: ۳۲-۳۴)

لہذا انسانی برادری کی حیثیت سے ان کے ساتھ ہمارا تعامل اور برتاؤں بہت ہی اچھا ہونا چاہیے، تاکہ وہ ہماری طرز معاشرت، رہن سہن اور حسن اخلاق سے متاثر ہوں، اہانت اور ظلم وتعدی کا رویہ ان کے حقوق کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے، جو ہماری دعوت کو کمزور کر دینے کا بنیادی ذریعہ ہے، اللہ تعالی نے اپنی ذات پر اور اپنے سارے بندوں پر ظلم وزیادتی کو حرام ٹھہرایا ہے، حدیث قدسی میں اللہ تعالی نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر اور تمہارے درمیان ظلم کو حرام ٹھہرادیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو،، (صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ: ۲۵۷۷) مذہب اسلام کا پاکیزہ نظریہ یہی ہے کہ ہر فرد بشر کا احترام کیا جائے، جس حد تک وہ مستحق ہے اس کی تکریم کو باقی رکھا جائے، ہمارے نبی ﷺ نے اس بارے میں جو تعلیم دی ہے وہ فطری اور انصاف پر مبنی، بالکل درست اور برحق ہے: ابن ابی لیلیٰؒ سے مروی ہے سیدنا قیس بن سعد اور سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہما قادسیہ میں تھے، ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے، ان سے بعض لوگوں نے کہا: یہ تو اسی علاقے سے ہے (یعنی یہ فارس کے مجوسیوں میں سے ہے) ان دونوں صحابہ کرام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ گھڑے ہو گئے، نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ انسان نہیں ہے؟،، (صحیح بخاری: ۱۲۵۰، صحیح مسلم: ۹۶۱) جب کہ یہودی اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے، منافقوں کے ساتھ مل کر ہمیشہ اسلام کے مضبوط قلعے کو مسمار کرنے کی ناکام کوشش میں لگے رہے، کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جہاں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف سازش نہ کی ہو، ان کا معاندانہ رویہ اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے عملی طور پر ہم مسلمانوں کے لئے یہ نمونہ پیش کیا ہے کہ ایسے بدترین دشمنوں کا بھی انسانی بنیادوں پر

رعایت کیا جائے، اور اسی واقعہ کی روشنی میں قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما نے مجوسی کے جنازے کو یہودی پر قیاس کیا جو اہل کتاب سے نہیں تھا، اسی طرح کفار ومشرکین کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے بھی منع کیا گیا تاکہ انسان کے شعور وجذبات کا احترام قائم رہے جسے حقیقت میں اس انسان کے احترام کا باعث سمجھا جاتا ہے، تاکہ یہ پلٹ کر تمہارے معبودوں کو گالی نہ دیں، کیونکہ یہ ان سے عقیدت رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کریں گے،، (الانعام: ۱۰۷) اور یہ بھی انسانی احترام کی ہی ایک صورت ہے جس کا اہتمام خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا: سیدنا انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: ہم عمر بن خطابؓ کی مجلس میں تھے، ایک مصری نے آکر شکایت کی، اے امیر المومنین! مصر کے گورنر عمرو بن عاصؓ نے گھوڑے کا مقابلہ کرایا، میرا گھوڑا آگے نکل گیا، جس کی بنا پر گورنر کے بیٹے محمد بن عمرو نے مجھے کوڑے سے پیٹا، اور کہا: أنا ابن الاکرمین، میں بزرگ اور شریف زادہ ہوں،، سیدنا عمر بن خطاب نے فورا امیر مصر کی طرف خط لکھا: اور حکم دیا ,,میرا یہ خط پاتے ہی تم اپنے بیٹے محمد کو لے کر حاضر ہو، خط پا کر عمرو بن عاصؓ نے اپنے بیٹے کو بلایا، کیا تم نے ایسی حرکت کی ہے، کہا نہیں، کہا: پھر امیر المؤمنین نے کیسے طلب کیا ہے، انس بن مالک کہتے ہیں ہم نے دیکھا عمرو بن عاص ایک چادر اور ازار میں عمرؓ کی خدمت میں بیٹے کو لئے ہوئے حاضر ہوئے جو آپ کے پیچھے تھا، عمرؓ: نے مصری کو بلایا اور درہ دے کر کہا: اس شریف زادے کو مار، مصری نے اتنا مارا کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا دیا، پھر عمر نے فرمایا: اے عمرو بن عاص! تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے، جب کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے،، سیدنا عمروؓ نے معذرت پیش کی، عمرؓ نے مصری سے کہا بھلائی کے ساتھ لوٹ جا، اور جب بھی کوئی ایسی چیز پیش آئے تو مجھے خبر دینا (أخبار عمر للطنطاوی، ص: ۱۵۵، ۱۵۶)

۲) اسلام میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے: اسلام قبول کرنے کے لئے تاریخ کے کسی دور میں کبھی کسی کو مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی اب کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالی اپنے نبی کو خطاب کر کے فرماتا ہے: ,,اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہو جائیں، (یونس: ۹۹) یہ اللہ تعالی کی حکمت ومصلحت ہے جو مکمل طور پر وہی جانتا ہے،،

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے : دین کے بارے میں کوئی زبر دستی نہیں ، ہدایت ضلالت سے روشن ہوچکی ہے ، اس لئے جوشخص اللہ تعالی کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالی پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا، اور اللہ تعالی سننے والا جاننے والا ہے،، (البقرہ : ۲۵۶) خلیفہ ولید بن عبد الملک نے عیسائیوں کا ,,یوحنا،، نامی کنیسہ ان سے لے کر مسجد میں داخل کر دیا تھا، جب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفۃ المسلمین ہوئے ،عیسائی آپ کے پاس شکایت لے کر آئے ، اور خلیفہ سابق ولید کا معاملہ پیش کیا، آپؒ نے اپنے عامل کے پاس لکھا کہ ان کے گرجا گھر کو لوٹا دیا جائے ، اور اگر وہ راضی ہوں تو اس کا معاوضہ دیا جائے ، (غیر المسلمین فی مجتمع الاسلامی : ۳۲) خلیفہ رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل نجران کے پاس جو خط بھیجا اس کی عبارت کچھ اس طرح سے تھی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : اسے خلیفہ رسول، اللہ کے بندے ابو بکرؓ نے لکھا ہے اہل نجران کے لئے : ہم پناہ دیتے ہیں تمہاری جانوں کو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے پناہ دینے کی وجہ سے ، تمہاری زمینیں ، مال و جائداد ،تمہارا دین و مذہب، عبادتگاہیں اور دینی پیشوا احبار و اسقاف تمہارے وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں یا غائب ، اور جو کچھ کم و بیش تمہارے ہاتھوں میں ہے ، ساری چیزوں میں تمہیں امن اور ہماری پناہ حاصل ہے ، نہ تمہارا کچھ نقصان کیا جائے گا اور نہ ہی سختی برتی جائے گی، (کتاب الخراج لابی یوسف : ۷۹)

۳) عفو و درگزر اور نیکی و بھلائی کا معاملہ کیا جائے :

غیر مسلموں کے ساتھ ہمارا تعامل کس بنیاد پر اور کیسے ہونا چاہیے قرآن کریم ایک اصول بیان کرتا ہے کہ اصلا ان کے ساتھ احسان اور بھلائی کا معاملہ کیا جائے جب تک ان کی طرف سے صریح ظلم و زیادتی کا معاملہ نہ ہو، قولہ تعالی: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤں کرنے سے اللہ تعالی تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالی تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے،، (الممتحنہ : ۸ ـ ۹) ,,البر،، ساری نیکیوں اور حسن معاملہ کو شامل ہے، آپ ﷺ کی سیرت میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں ، آپ ﷺ غیر مسلم مریضوں کی عیادت کرتے ، ان پر صدقہ و خیرات کرتے ، تجارت میں ان سے لین دین کرتے ، قرض دیتے اور لیتے ، ان کے ہدایا و تحائف اور دعوت کو قبول فرماتے ، اگر کوئی غیر مسلم آپ کے پاس آتا اس کی مہمان نوازی کرتے ، اسے اللہ کے گھر میں ٹھہراتے ، یہودیوں

کی سرکشی و عناد کے باوجود رفق اور نرمی کی تعلیم دیتے ، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ اس قدر حسن سلوک کا برتاؤں کرتے کہ اپنے غلام کو قربانی کے موقع پر سخت تاکید فرماتے کہ ہمارے یہودی پڑوسی کو گوشت ضرور دینا، غلام نے اس کی وجہ دریافت کی ، فرمایا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پڑوسیوں کے بارے میں جبریل مجھے اس قدر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے، (صحیح الجامع : ۵۶۲۸) اسی طرح اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں ، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری ماں میرے پاس آئیں اور وہ مشرکہ تھیں ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام کو پسند نہیں کرتی ، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو (بخاری : ۲۶۲۰ ، مسلم : ۲۳۷۱)

۴) غیر مسلموں کی ہدایت کے لئے دعاء کرنا:

نبی کریم ﷺ سخت قسم کے دشمنوں کی ہدایت کے لئے دعاء فرماتے تھے : ,,اے اللہ تو اسلام کو عزت بخش دے ابو جہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہو، پس اللہ کے نزدیک عمرؓ زیادہ محبوب تھے (ترمذی کتاب المناقب : رقم : ۳۸۶۳ ، قال الالبانی ,,حسن) ,,طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ! قبیلہ دوس کے لوگ ہلاک و برباد ہوئے انہوں نے انکار کیا اور نافرمانی کی ، آپ ان پر بد دعاء کر دیجئے ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما، اور انہیں واپس لے آ،، (بخاری : ۲۹۳۷) اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے ہدایت کی دعاء کرنے کی التجاء فرمائی ، آپ کی دعاء کی برکت سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مشرف باسلام ہو گئیں (مسلم : ۶۵۵۱)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھلائی اور احسان کے ساتھ ساتھ ان کی ہدایت کے لئے اللہ سے دعاء کرنی چاہیے، اور جو لوگ اس میدان میں کام کرتے ہیں انہیں خصوصی طور پر اپنے مدعو کے حق میں اس کی ہدایت کے لئے دعاء کرنی چاہیے اللہ تعالی ہمیں غیر مسلموں کے حقوق کو سمجھنے اور خلوص و حکمت کے ساتھ اللہ کا پیغام ان تک پہونچانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

SMILE PRINT, Chembur-9819889864

غیر مسلموں کے ساتھ ہمارا تعامل اور برتاؤں

ناشر:

البر فاؤنڈیشن

ا، ونجارا مینسن ، گن پاؤڈر روڈ، مجگاؤں ، ڈاکیاڈ روڈ، ممبئی ۱۰۔

موبائل: Cell : 09769403571 / 09987021229

ای میل: albirr.foundation@gmail.com

ویب سائڈ: www.albirr.in